ابوالامان امرتسری

گورونانک اور اسلام

دنیا میں جس قدر بھی مذاہب پائے جاتے ہیں۔ ان سب میں بعض ایسے عقائد اور ارکان مقرر ہیں۔ جو ان میں اور دوسرے مذاہب میں امتیاز پیدا کر دیتے ہیں۔ اور ان مخصوص عقائد اور ارکان کو اپنانے کی صورت میں ہی کسی کو یہودی کہا جاتا ہے اور کسی کو عیسائی، کسی کو مسلمان کہتے ہیں اور کسی کو ہندو یا سکھ۔

اسلام نے بھی کچھ ایسے بنیادی عقائد اور ارکان مقرر کئے ہیں۔ اور جو مسلمان کی شناخت سے متعلق ہیں۔ یعنی ان پر ایمان لانے کی صورت میں ایک شخص مسلمان کہلانے کا حقدار ہو جاتا ہے۔ اور ان کا انکار کرنے پر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ خواہ اس کی پیدائش کسی مسلمان گھرانے میں ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔

اسلام کے مقرر کردہ بنیادی عقاید یہ ہیں:

ان تؤمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر (مشکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، جملہ کتب سماویہ اور تمام رسولوں اور قیامت پر ایمان لانے والا مسلمان ہے۔

قرآن شریف میں اس بارہ میں یہ مرقوم ہے:

من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیّین (بقرہ۔ ع ۲۱)

ایک مسلمان کے لئے یہ لازمی اور ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ملٰئکۃ اللہ، کتب سماویہ اور تمام رسولوں پر ایمان لائے۔

اگر کوئی شخص ان عقائد سے منحرف ہو جائے۔ تو اس کا اسلام سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ اس بارہ میں قرآن کریم کا یہ ارشاد ہے:

ومن یکفر باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر فقد ضل ضللاً بعیدا۔ (نساء ع ۲۰)

جس شخص نے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، کتب سماویہ، اللہ کے رسولوں اور قیامت سے انکار کر دیا، پس وہ گمراہ ہو گیا، اور کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

سکھ ودوان اور مسلمان کی تعریف

سکھ ودوانوں نے بھی مسلمان کی یہی تعریف بیان کی ہے۔ چنانچہ مشہور سکھ سکالر سردار بہادر کاہن سنگھ نابھہ بیان کرتے ہیں:

"پیغمبر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کا نام اسلام تجویز کیا۔ جس کو اختیار کرنے والا انسان مسلم یعنی مسلمان کہلاتا ہے۔ اسلام کے مقرر کردہ پانچ ارکان یہ ہیں:

(۱) خدائے واحد پر ایمان لانا (۲) پانچ وقت نماز ادا کرتے رہنا (۳) زکوٰۃ دیتے رہنا (۴) رمضان شریف میں روزے رکھنا۔ (۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔

ان ارکان کے علاوہ جو شخص محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرشتوں، کتب سماویہ، قیامت کے دن اور خدائے واحد کا ماننے والا ہے، وہ مسلمان ہے۔" (ترجمہ از انسائیکلوپیڈیا آف دی سکھ لٹریچر)

گورو گرنتھ صاحب کی مشہور و معروف لغت "گورو گرنتھ کوش" میں مسلمان کی تعریف یوں مرقوم ہے:

"مسلمان، فرمانبردار، جو شخص محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جاری کردہ دین کو مانے۔"

(ترجمہ از گورو گرنتھ کوش صفحہ ۹۶۹)

بابا نانک اور اسلام و مسلمان جناب بابا نانک پنجاب کی ایک مشہور و معروف شخصیت تھی۔ سکھ لوگ ان کو اپنے مذہب کا بانی اور اپنا پہلا گورو تسلیم کرتے ہیں۔ آپ پنجاب کے ایک ہندو گھرانہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ان کی پیدائش ۱۵۲۶ بکرمی (۱۴۶۹ء) میں اور وفات ۷-۱۵۹۶ بکرمی (۴۰-۱۵۳۹ء) میں ہوئی تھی۔ ایک سکھ وِدوان نے تاریخ پنجاب مصنفہ مسٹر محمد لطیف کے حوالہ سے لکھا ہے:

"ایک مسلمان فقیر نے گورو جی کے والدین کو ان کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔"

(ترجمہ از رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۶ء)

جہاں تک بابا صاحب کی تعلیم اور زندگی کا تعلق ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ ان کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے خاص محبت تھی۔ اور جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر باباجی کے کلام اور سوانحی حالات کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ اس حقیقت کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ باباجی کو اسلامی عقائد سے خاص لگاؤ تھا۔ اور مسلمان سے تعلقات قائم کرنے میں ایک لذّت محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک ہندو وِدوان ٹی۔ ایل واسوانی نے ایک مرتبہ اپنے ایک مضمون میں اس حقیقت کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا تھا:

"گورو جی کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اور مسلمانوں سے تعلقات قائم کرنے میں آپ کو ایک لذّت محسوس ہوتی تھی۔ فرید ثانی آپ سے مل کر دس برس تک لوگوں کو پیغام حق سناتے رہے۔ متعدد مقامات کے ہندوؤں نے گورو جی کے مسلمانوں سے اس گہرے میل وجول کو ناپسند بھی کیا مگر اس ایکتا کے اوتار نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔"

(ترجمہ از اخبار "موجی" امرتسر ۸ ارجنوری ۱۹۳۷ء)

ایک سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ جی نے لکھا ہے:

"سری گورونانک جی نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسلامی ممالک میں بسر کیا"

(ترجمہ از گوروگرنتھ تے پنتھ صفحہ ۷)

باباجی نے اپنے کلام میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان سے بھی اس امر پر بخوبی روشنی پڑتی ہے کہ آپ کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے بہت عزت اور احترام تھا۔ چنانچہ اسلام کے بارے میں ان کا یہ ارشاد سکھ کتب میں آج بھی موجود ہے:

"گورونانک صاحب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ کی بہت عبادت اور ریاضت کی تھی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ان پر وحی ہوئی تھی کہ کچھ در مانگو۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میرا ایسا دین دنیا میں جاری ہو جس میں تمام مذاہب کی تعلیم کی روح اور نچوڑ شامل ہو اور جس میں تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہو سکیں۔ باباجی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ درخواست قبول فرمائی تھی"

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ)

باباجی کے اس ارشاد کا خلاصہ یہی ہے کہ باباجی کے نزدیک اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس میں تمام مذاہب کی روح اور نچوڑ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ نیز جس میں تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ باباجی کا یہ ارشاد قرآن کریم کی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ قرآن کریم میں یہ بیّن الفاظ میں مرقوم ہے کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور اس میں دنیا کے تمام سچے مذاہب کی تعلیم کا خلاصہ اور نچوڑ جمع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

رسول من اللہ یتلوا صحفا مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ (البینہ پ ۳۰)

یہ رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے، جو پاک اور مقدس صحیفے پڑھتا ہے اور ان میں تمام مذاہب کی کتب مقدسہ کا خلاصہ اور نچوڑ جمع کیا گیا ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم کی روشنی میں ہی ہر مسلمان تمام دنیا کے نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاتا ہے۔ اور ان کے انکار کو کفر خیال کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم کا اس بارہ میں یہ ارشاد ہے:

قل آمنا باللہ وما أنزل علینا علی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون۔ (آل عمران ع ۹ پ ۳)

اے مسلمانو! تم اس بات کا اعلان کر دو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہیں اور جو ہم پر نازل کیا گیا ہے اسے بھی مانتے ہیں، اور اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو حضرت ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام کی اولاد پر نازل کیا گیا تھا۔ نیز جو حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا تھا اس پر ہم بھی ایمان لاتے ہیں ہم کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے کیونکہ ہم مسلمان ہیں۔

ایک سکھ ودوان نے بیان کیا ہے:

"قرآن شریف، انجیل، توریت، زبور وغیرہ کتب کا انکار نہیں کرتا اسی طرح وہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مانتا ہے۔" (ترجمہ از جیون کرناں صفحہ ۶۱)

ایک اور ودوان کا بیان ہے:

"مسلمان حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے آنے والے پیغمبران حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ وغیرہ کی وحی کو مانتے ہیں اور ان کے تقدس اور ان کے خدا کی طرف سے مبعوث کئے جانے پر یقین کرتے ہیں۔" (رکیش صفحہ ۶۶)

الغرض باباجی کا یہ بیان کرنا کہ اسلام میں تمام مذاہب کی تعلیم کی روح اور نچوڑ جمع کیا گیا ہے حقیقت پر مبنی ہے۔ اس کے علاوہ باباجی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسلام خدا تعالیٰ کا پسندیدہ ہے۔ اس میں بھی باباجی نے قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم بھی پیش کیا ہے۔ قرآن شریف میں مرقوم ہے:

ان الدین عند اللہ الاسلام، ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخسرین۔	اسلام خدا تعالیٰ کا پسندیدہ اور مقبول دین ہے، جو شخص اس سے منحرف اور منکر ہو کر کسی اور دین کو اختیار کرے گا وہ قبول نہ کیا جائیگا اور انجام کار خسارہ میں رہے گا۔

باباجی نے اپنے کلام میں مسلمان کے بارہ میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ بھی واضح ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے دل میں مسلمان کے لئے بہت عزت تھی۔ چنانچہ ایک مقام پر آپ نے فرمایا ہے:

"مسلمان کہلانا آسان نہیں بلکہ یہ بہت کٹھن منزل ہے۔ لیکن جہاں تک ہو سکے مسلمان کہلایا جائے۔ کیونکہ مسلمان سب سے پہلے اولیاء اللہ کے دین کو میٹھا تسلیم کرتا ہے۔ اور اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی خدا کی راہ میں لٹا دیتا ہے۔ مسلمان دین کا ملاح ہے۔ وہ خود ہی پار نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کو بھی اس پار لگانے کا باعث بنتا ہے۔ وہ موت و حیات کا بھرم دور کر دیتا ہے۔ اور اس کا مرنا جینا خدا تعالیٰ کے سپرد ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو خندہ پیشانی سے تسلیم کرتا ہے۔ اور مخلوق خدا کی ہمدردی اس کا خاص شیوہ ہوتا ہے۔ اور یہ اوصاف حمیدہ جس شخصیت میں پائے جاتے ہیں وہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔" (گرنتھ صاحب صفحہ ۱۴۱)

ایک اور مقام پر باباصاحب نے فرمایا ہے:

"مسلمان شریعت کا پابند ہوتا ہے۔ اور جو کچھ پڑھتا ہے اس پر سنجیدگی سے غور کرتا ہے۔" (گرنتھ صاحب صفحہ ۴۶۵)

اس کے علاوہ گوروگرنتھ صاحب کے ایک اور مقام پر مسلمان کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"مسلمان نرم دل ہوتا ہے۔ اور اس نے اپنے دل کی تمام کدورتیں دھو ڈالی ہوتی ہیں۔ اور دنیا کی ملونی

اس کے قریب بھی نہیں آتی۔ اس کی زندگی خدا تعالےٰ کے احکام بجالانے کے لئے وقف ہوتی ہے۔ (گرنتھ صاحب صفحہ ۱۸۴)

یاد رہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں یہ شبد راگ مارو میں درج ہے۔ اور وہاں اس پر ہیڈنگ "محلہ ۵" دیا ہے۔ جو اسے سکھوں کے پانچویں گورو ارجن کا اچارن کردہ ظاہر کرتا ہے۔ مگر سکھوں میں ایسے ودوان میں موجود ہیں (جنمیں گیانی دت سنگھ ایسے فاضل بھی شامل ہیں) جن کے نزدیک یہ شبد گورو ارجن جی کا نہیں بلکہ نانک کا ہی بیان کردہ ہے[۵]

جنم ساکھی بھائی بالا میں بابا صاحب کا یہ ارشاد بھی موجود ہے:

"مسلمان خود غرضی، خود داری اور خود پسندی کو مٹا دیتا ہے۔ اور صدق، صبر اور کلمۂ طیبہ کو اپنا آسرا بنا لیتا ہے۔ وہ کسی کی چیز کو چھیڑتا تک نہیں۔ اور نہ کسی چیز کو اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسا مسلمان جنت کا وارث ہو جاتا ہے۔ (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۰)

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ، بابا نانک صاحب کی ایک سوانحعمری ہے۔ یہ گورو گوبند سنگھ جی کے کاتب مشہور سکھ بزرگ بھائی منی سنگھ جی کی طرف منسوب کی جاتی ہے اس کتاب کے ایک مقام پر مرقوم ہے:

"بابا بولا مسلمان اسے کہتے ہیں۔ جو معرفت کی آگ کے ذریعہ پختہ ہو۔" (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ط ۴۲۹)

اس کے علاوہ باباجی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے اعمال اسلامی شریعت کے مطابق ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

"جو مسلمانوں کے سے اعمال بجالائے وہ مسلمان ہے" (جنم ساکھی بھائی بالا ص ۹۶ جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص ۱۲)

اس سے ظاہر ہے کہ باباجی کے نزدیک ایک مسلمان کے لئے مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ اس کے عقائد اور اعمال اسلامی شریعت کے مطابق ہو۔ اگر کوئی شخص مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے کے باوجود غیر اسلامی روش اختیار کرتا ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

بابا نانک نے اپنے کلام میں مسلمانوں کی جو تعریف بیان کی ہے وہ عام مسلمانوں کی ہے۔ اور وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے سچے مسلمان کے یہی اوصاف حمیدہ بیان کئے گئے ہیں۔

باباجی نے مسلمان عالم یعنی قاضی کی جو تعریف بیان کی ہے وہ بھی اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ گورو گرنتھ صاحب کے ابتدائی اوراق میں مرقوم ہے:

"قاضی خودی کو مٹا دیتا ہے۔ اور صرف خدائے واحد کی ذات بابرکات کو ہی اپنے لئے سہارا بناتا ہے لیکن وہ اس بات پر بھی ایمان لاتا ہے۔ کہ خدائے واحد ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ اس پر کبھی بھی موت وارد نہیں ہو سکتی۔

---

[۵] ملاحظہ ہو نانک پربودھ صفحہ ۲۰۱ و جنم ساکھی ولایت والی صفحہ ۱۷۰ و جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۵۶ (مطبوعہ ۱۸۱۱ء) و قلمی جنم ساکھی ورق ۲۵۲ دفو

وہی حقیقی خالق اور مالک ہے۔ اور وہ پانچ وقت روزانہ باقاعدگی سے نماز ادا کرتا ہے۔ اور قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتا ہے۔ اور باباجی بیان کرتے ہیں کہ وہ اس بات کو بھی کبھی فراموش نہیں کرتا کہ قبر انسان کو بلا رہی ہے۔ اور ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جبکہ انسان کا کھانا پینا دھرے کا دھرا رہ جائے گا اور وہ قبر میں ڈیرا ڈال دیگا۔ (گرنتھ صاحب)

قرآن کریم میں حقیقی عالم کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ان اللہ عزیز غفورہ ان الذین یتلون کتب اللہ واقاموا الصلوٰۃ۔۔۔ اللہ کے بندوں میں علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ غالب اور بخشندہ ہے۔ وہ لوگ جو تلاوت کتاب اللہ کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔۔۔۔

الغرض بابا نانک نے مسلمان اور قاضی کی جو تعریف بیان کی ہے۔ وہی قرآن کریم کے مطابق ہے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ بابا صاحب موصوف کو قرآن شریف سے خاص شغف حاصل تھا۔ اور وہ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ اور وہ قرآن مجید کی آیات کے مضامین کو اپنے کلام کا حصہ بناتے تھے۔

لالہ کنھیا لال بیان کرتے ہیں کہ جب بابا نانک کی وفات ہوئی تھی تو اس وقت کے مسلمانوں نے ان کی نعش کو اسلامی طریق پر دفن کرنے کا مطالبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا تھا:

"بعد وفات ان کی نعش کو جلانے یا دفن کرنے کے مسئلہ پر ہندوؤں اور مسلمانوں میں سخت تنازعہ برپا ہوا۔ کیونکہ مسلمان یہ سمجھتے تھے کہ یہ فقیر خدا پرست تھے اور ان کے اقوال آیت قرآن و حدیث پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق ہیں۔ چنانچہ ایسے معقول شخص کو جلانا سراسر بے ادبی ہے۔" (تاریخ پنجاب صفحہ ۱۱)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ باباجی کے زمانہ کے مسلمانوں نے جنہوں نے باباجی کا کلام خود ان کے منہ سے سنا تھا، یہ گواہی دی تھی کہ ان کا کلام قرآن شریف کی آیات اور احادیث نبوی میں بیان کردہ مضامین پر مشتمل ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے متعلق بابا نانک کے یہ خیالات ان سکھوں کے لئے قابل غور ہیں جنھوں نے سیاسی مفاد پرستوں کے پیدا کردہ اختلافات کے باعث مسلمانوں کے متعلق ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے جو بابا نانک کے طرز عمل سے بالکل مختلف ہے۔